سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سید نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر رضی اللہ عنہ مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر

بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ صہ

خواص سے ۔ عہ

ہندوستان سے باہر ۔ ۸

غیر مذاہب اور غیر مستطیع اصحاب سے (۔ ۳)

قادیان دارالامان سے کار رفتار انوار احمدیہ سے ۲۸ ۔۔۔ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ بہار در قادیاں بینی ! | دوا بینی شفا بینی عرض دارالاماں بینی !

جلد ۱۹ | مورخہ ۔ ۲۱ ۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ عیسوی ۔ | نمبر ۳

قومی خدمت میں ہمارا مقصد کیا ہونا چاہئیے !

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس

در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

دنیا میں قوموں کی ترقی اور تنزل کا اصول عرفی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اس کو مذہب سے خواہ کتنا ہی دور لیجاؤ مگر دراصل وہ مذہب کی زبردست حکومت کے نیچے ہے اور وہ وہی اصل ہے جو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے یوں فرمایا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اس سے پیشتر کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو بدلے یہ ضروری اور لابدی امر ہے کہ قوم خود اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرے۔ قوم مجموعہ افراد کا نام ہے اسلئے یہ تبدیلی انفرادی اور مجموعی رنگ میں ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر افراد قوم میں وہ تبدیلی جو خدا چاہتا ہے پیدا نہو تو سرے سے قوم کا وجود ہی مفقود ہوگا۔ یہ سوال کہ تبدیلی کس قسم کی ہو اپنے جواب کیلئے ایک تفصیل چاہتا ہے جو اس وقت میرا مقصد نہیں اسلئے مختصر طور پر اسکا اجمالی جواب یہ ہے کہ رذایل کو چھوڑ کر فضایل کو اختیار کیا جاوے۔ جس جس قدر اور جس جس قسم کے رذایل سے انسان الگ ہوگا اور جس جس قسم کے فضایل کو اختیار کریگا اسی رنگ کی عظمت اور نوعیت سمیں پیدا ہو جائیگی مثلاً معاملات کے متعلق جو رذایل ہیں جیسے بدعہدی۔ دغا۔ فریب لالچ وغیرہ جب یہ ان کو چھوڑیگا تو اس میں حسن معاملات کی ایک خوبی پیدا ہوگی اور اسکی ساکھ اور اعتبار بڑھ جاویگا۔ جس سے اسکے معاملات میں تقویت پیدا ہو جائیگی۔ ایسا ہی اخلاقی۔ مجلسی اور روحانی حالت کا حال ہے میری غرض اس وقت ان تفصیلوں میں جانیکی نہیں بلکہ میرا منشا کچھ اور ہی ہے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قومی معاملات اور خدمات کیلئے ہمارا مقصد کیا ہونا چاہئیے۔ یہ امر خصوصیت سے یاد رکھنا چاہیئے کہ قوموں کے بگڑنے کا ایک وقت آتا ہے اور یہ وقت ماموروں اور رسولوں کا زمانہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا جب کوئی مرسل آتا ہے اس وقت جو قوم اسکے منشا کے ماتحت طیار ہوتی ہے وہی ایک قوم ہوتی ہے جو آئندہ آنیوالی برگزیدہ اور منتخب نسلوں کی ماں ہوتی ہے اور جو مامور و مرسل کی زبان سے جو قوم مردود ہو جاتی ہے اسکی لعنت کا زمانہ آجاتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ ماموروں کی تاریخ پڑھنے والے ہیں وہ اس سے بیخبر نہیں کہ دو ہزار سال گذرنے کو آئے کہ جب ایک عاجز اور بیکس بندہ خدا مسیح ابن مریم کے نام سے اصلاح خلق کیلئے آیا۔

اس کے عہد میں اسکی دعوت پر یہودیوں کی قوم جو اس وقت رد ہوئی قرآن مجید نے بھی اسکا ذکر کیا ہے آجتک باوجود دیکہ یہودی دنیا میں سیم و زر کے لحاظ سے ایک نہایت متمول قوم ہے۔ مگر ایسے ذلیل اور کس مپرس ہیں کہ کسی قوم کا ایسا حال نہیں ہر ملک اور ہر حصہ دنیا میں وہ بیعزت سمجھے جاتے ہیں اور ہر قسم کی بیحیائیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں برخلاف اسکے اس وقت جس قوم نے اس کو قبول کیا آج اسکی نسلیں وہ کامگار قوم ہیں جنکی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ غرض ماموروں کے نزول کا وقت ہی دراصل قوموں کے بننے اور بگڑنے کا وقت ہوتا ہے ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک مامور نازل کیا اور ہمنے خدا تعالیٰ کی ان تجلیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو اس پر جلوہ گر ہوئیں اس میں شک نہیں کہ جیسا کہ اس نے خود ظاہر کیا وہ کمال غربت اور مسکینی اور انکسار کیساتھ اصلاح خلق کیلئے مامور ہو کر آیا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو وعدہ دیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اور اسکے محبین اور متبعین کے گروہ کے بڑھانے اور دنیا میں برومند کرنیکے وعدے مولیٰ کریم نے اسکے ساتھ کئے۔

وہ اپنی عہد رسالت میں لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا رہا۔ اور

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و مہتمم و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

سعادتمندوں نے اس کو قبول کیا۔ وہ جو ایک وقت بیابان میں ایک پکارنے والی آواز سے زیادہ کچھ نہ تھا جسکی دعوت محض صدا بصحرا سمجھی گئی تھی اپنی زندگی میں ایک کثیر جماعت کا باپ بنگیا۔ پھر خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسے وقت لے ہم میں سے اٹھا لیا۔ جیسے ماموروں کی بعثت کا وقت قوموں کے بننے اور بگڑنے کا وقت ہوتا ہے پھر اس مامور کی تیار شدہ قوم کی تفہیم اور اصلاح کیلئے اس کی موت کا عہد ہوتا ہے چنانچہ اس کلیہ سے ہماری جماعت بھی باہر نہ رہ سکتی تھی اللہ تعالےٰ نے اس زلزلۂ عظیمہ کے وقت اس کو سنبھالا اور ایک برگزیدہ انسان کو جو اسکی خلافت اور جانشینی کے سزاوار تھا آپ کھڑا کر دیا اپنے عہد سعادت میں اپنی قوم کی اصلاح اور فلاح کیلئے اپنی توجہ تام اور عقل همت سے پوری کوشش کی۔ اور وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بویا تھا۔ اس کے بعد اور بڑھا۔ مگر قدرت جس قدر کسی عظیم الشان کو بڑھانا چاہتی ہے اسی قدر اسے مختلف مشکلات اور آفات میں سے لے جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کے عہد سعادت میں قوم پر مختلف حالتیں اور ابتلا آتے رہے یہانتک کہ وہ خدا کا بندہ اپنے آقا احمد مولیٰ سے جا ملا۔ اب اس قوم پر ایک تیسرا عہد آیا اور دنیا کی سرزمین میں داخل ہونیکے سے اسکو بڑی قربانیوں کیضرورت پیش آئی۔ یہ وقت پھر قوم کے بننے یا بگڑنے کا تھا اور پھر اللہ تعالےٰ نے ایک تمحیص کر کے کچوں اور پکوں اور غداروں اور وفاداروں میں امتیاز قائم کر دیا۔

بہر حال یہ قوم جو احمدی قوم کہلاتی ہے مختلف ابتلاؤں اور مرحلوں سے گذر رہی ہے اس وقت ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہم اپنے اندر تبدیلی کریں۔ تاکہ خدا تعالیٰ کا لاتبدیل قانون قوم کی حالت کو بدل دے۔ خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو ہاتھ پر ارادہ کیا ہے کہ ایک قوم بنا دے وہ قوم بن رہی ہے اور بنکر رہیگی۔ مبارک ہوں گے وہ جو اس کا منگو قوم میں داخل ہوں (اللھم اجعلنا منھم آمین)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے مقدس جانشینوں کا کام قوم کی رہنمائی اور انکی اخلاقی اور روحانی تربیت اور تعلیم ہے اور اپنے عقل همت اور توجہ تام سے دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے ان فضلوں کا وارث بنانے کی سعی ہے جو اس قوم سے موعود ہیں۔ مگر قوم کا بھی کچھ فرض ہے۔ قوم کو قوم اور جماعت بنانے کیلئے پہلا نظام تو یہی ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود سے وابستہ کیا۔ اور آپ کے بعد آپکے خلیفہ اول اور اب خلیفۂ ثانی سے وابستہ کر دیا۔ پس قوم اسی وقت قوم یا جماعت کہلائے گی جب وہ ایک ہاتھ پر جمع ہو جاوے۔ قرآن مجید نے جو خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب ہے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً میں یہی اصل تعلیم کیا ہے۔ قرآن مجید یا کعبہ یا عقاید اسلامیہ اگر حبل اللہ ہیں۔ تو امام وقت اور اس کا جانشین لازماً۔ اور یقیناً حبل اللہ ہے۔ جب تک سکے ہاتھ اعتصام نہیں ہوتا محض عقاید اکٹھا نہیں کر سکتے۔ ایک نادان نے (جو بجنال خویش بڑا دانشمند اور ریفارمر بننا چاہتا ہے) ایک موقعہ پر نہایت ہی گندہ عقیدہ ظاہر کیا تھا۔ اور مجھے تعجب ہے کیوں مسلمانوں نے اسکی ایسی باتوں پر تھوک نہ دیا۔ اور وہ تھا کہ مسلمانوں کو اگر ایک قبلہ اور ایک کلمہ ایک قرآن نے اکٹھا نہیں کیا تو محمڈن یونیورسٹی انہیں اکٹھا کر دیگی۔ ایسی یونیورسٹی مسلمانوں کیلئے رحمت نہیں لعنت ہوتی جو قرآن مجید اور کعبہ پر بھی تفوق حاصل کرنیوالی ہوتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے کلام کی عظمت اپنے رسول کی عظمت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ

وہ یونیورسٹی اب تک بن نہیں سکی!

اور اگر بنے گی تو یقیناً سخت تفرقہ کا موجب ہوگی۔ بہر حال اعتصام بحبل اللہ کا کامل رنگ ہمیشہ امام کے ہاتھ پر ہو سکتا ہے اور وہی ان منتشر اوراق کو جمع کر سکی قوت رکھتا ہے ہم جو خدا کے فضل سے دامن خلافت کے نیچے آ کر ایک نظام میں منسلک ہو چکے ہیں۔ ہم اپنے قومی کاموں کے انصرام کیلئے بھی ایک نظام رکھتے ہیں جو صدر انجمن اور اس کے ماتحت انجمنوں کی شکل میں رہا ہے یہ بھی اسی وحدت اور اتحاد کی شکلیں ہیں۔ مختلف افراد کی انجمن ہوئی۔ پھر مختلف انجمنوں کی ایک صدر انجمن پھر صدر انجمن ایک خلیفہ کے ہاتھ پر آ کر ختم ہو گئی۔ دنیا میں کثرت فی الوحدت کا یہی ایک نظارہ ہے ہماری انجمنوں کا نظام وسیع ہوتا جاتا ہے اور خدا کے فضل سے اس وقت ایک سو سے زائد انجمنیں قائم ہیں اور پھر قومی سلسلے میں ہائی سکول احمدیہ سکول تالیف و اشاعت۔ مقبرہ بہشتی اور دیگر مختلف قومی امور ہیں جنکے انصرام و انتظام کیلئے ہماری متحدہ کوششوں کی ضرورت ہے مشیت ایزدی کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد قوم ہلا دی گئی ہے اور ابھی تک بعض تفرقہ پرداز دروحیں اس نظام کو درہم برہم کرنیکے واسطے ہر قسم کی ممکن کوشش کرنیسے فرق نہیں کرتے بلکہ بعض ان میں ایسے جری ہیں جو فخریہ کہتے ہیں کہ **میں تو اسلام کیلئے جھوٹ بھی بولتا رہا ہوں**۔ وہ اسلام کیا بابرکت ہوگا اور اسکے قبول کرنے والے لوگوں کیلئے کیا فضل الٰہی ہوگا۔ جنکا پیغمبر دا اسکے لئے جھوٹ بولتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پس جبکہ ہم میں انجمنوں کا ایک نظام ہے اور قومی کاموں کیلئے ہمیں اپنے وقت اور روپیہ کے صرف کرنیکا موقعہ ہے میں اسوقت اپنے بھائیوں کو اس آفت اور مصیبت سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو قومی کاموں کیلئے نہایت خطرناک ہے وہ آفت اور مصیبت **خود غرضی اور خود پسندی کی ہے**۔

احمدی انجمنوں یا صدر انجمن کا قیام کسی شخص واحد کیلئے نہیں ہے بلکہ انکا وجود قوم کیلئے نافع اور سود مند ہے اسلئے اگر کوئی شخص محض اس وجہ سے کہ کسی جلسہ میں اسکی رائے یا تدبیر پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ یا اسکی مخالفت ہوئی بگڑ اٹھتا ہے اور اس کام میں روک ڈالتا ہے تو یاد رکھو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سخت معصیت کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ ایک قوم کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے۔

ہم کیا اور ہماری رائیں کیا؟ ہمارے کاموں میں اخلاص ہو اور خدا مقصود ہو۔ اسکے یہ معنے نہیں کہ ایک امر جو تم مفید اور نتیجہ خیز سمجھتے ہو اسے پیش نہ کرو۔ نہیں جرأت اور حوصلہ سے پیش کرو۔ لیکن اسپر اصرار نہ کرو کہ کیوں وہی نہیں کیا گیا۔ پھر بعض اوقات عہدوں کے حصول کیلئے باہم تنازعات اور دھڑہ بندیاں ہوتی ہیں تم خادم بنکر اگر ان باتوں پر اڑتے اور لڑتے ہو تو یاد رکھو پھر تم میں اور دنیا کے دوسرے لوگوں میں کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔

جو میر مجلس یا سکرٹری یا کچھ اور بنایا جاوے اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دوسروں پر حکومت کیلئے نہیں چنا گیا بلکہ وہ سید القوم خادمھم کے ماتحت بہت بڑی ذمہ داریاں رکھتا ہے ہاں جنہوں نے اسے منتخب کر لیا ہے اسکے بعد انکا فرض ہے کہ وہ اسکی سیادت کو تسلیم کریں۔ اطاعت فی المعروف کو اپنا شیوہ اور اصول قرار دیں کیونکہ اگر ہم اسکی اطاعت نہیں کرتے اور معمولی نزاعوں کو بڑھا لیتے ہیں تو شیرازہ قوم کو نعوذ باللہ اپنے ہاتھ سے توڑتے ہیں جس قوم اور جماعت میں ان باتوں نے گھر کر لیا وہ اپنے مقصد سے دور جا پڑا۔ پس ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم تمہارے سامنے رہے۔ قومی مقاصد اور اغراض کو اخلاص اور للہیت سے پورا کرنا تمہارا دستور العمل ہو۔ جب تک ایثار اور اخلاص نہ ہوگا کچھ نہیں بنے گا۔ صحابہ کرام کے نمونہ کو مدنظر رکھو۔ انکی سیرت کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ کس اخلاص اور ایثار سے کام کرتے تھے پھر تم میں جس کو بہت دیا گیا ہے وہ بہت جوابدہ ہے جو زیادہ ذمہ داری کے نیچے ہے اسکو زیادہ محنت اور اخلاص درکار ہے بیرونی انجمنوں پر اثر کیلئے اور انمیں عملی قوۃ اور نظام پیدا کرنیکے واسطے صدر انجمن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب

(ایک سائل کے جواب میں)

" ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مکتوب جو ۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کا ہے۔ اور اس حساب سے اس پر گویا پورے ۳۰ برس گذر چکے ہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سائل نے آپکی فضیلت کے متعلق بھی سوال کیا ہے۔ اور آپکے درجہ کے متعلق بھی استفسار ہے۔ آج بعض ناقدر شناس آپکے درجہ اور شان کو گرانا چاہتے ہیں۔ وہ آپ ہی گریں گے۔ مگر عقلمندوں اور سعادتمندوں کے لئے سبق اور عبرت ہے۔ امید ہے وہ غور سے پڑھیں گے " (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ۔ بعد سلام مسنون۔ آنمخدوم کا دوبارہ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو اگرچہ بباعث علالت طبع طاقت تحریر جواب نہیں۔ لیکن آنمخدوم کی تاکید دوبارہ کی وجہ سے کچھ بطور اجمال عرض کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے۔

۲۔ تجدید کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ کم یا زیادہ کیا جاوے۔ اس کا نام تو نسخ ہے۔ بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ جو عقائد حقہ میں فتور آگیا ہے اور طرح طرح کے زوائد ان کے ساتھ لگ گئے ہیں۔ یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آگئی ہے۔ یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طرق اور قواعد محفوظ نہیں رہے۔ ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔ وقال اللہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ یعنی عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب دل مرجاتے ہیں۔ اور محبت اللہ دلوں سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور ذوق اور شوق اور حضور اور خضوع نمازوں میں نہیں رہتا۔ اور اکثر لوگ رو بدنیا ہو جاتے ہیں۔ اور علماء میں نفسانیت اور نخوت اور عجب اور خودبینی اور انواع واقسام کی بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو ایسے زمانہ میں خدا تعالیٰ صاحب قوت قدسیہ پیدا کرتا ہے اور وہ مجدد اللہ ہوتا ہے۔ اور بیتوجہ دلوں کو خدا کی طرف کھینچتا ہے اور بہتوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ یہ وسوسہ بالکل لغو ہے۔ کہ قرآن شریف و احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی کیا ضرورت ہے۔ یہ انہی لوگوں کے خیالات ہیں۔ جنہوں نے کبھی غمخواری سے اپنے ایمان کی طرف نظر کو نہیں جانچا۔ اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا۔ بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے۔ اور پیر رسم اور عادات کے طور پر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ حقیقی یقین اور ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا۔ قرآن شریف تو اس وقت بھی ہوگا۔ جب قیامت آئے گی۔ مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے۔ کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے۔ اور اپنی قوت قدسی سے مستعدین پر اس کا اثر ڈالتے تھے۔ ولا یمسہ الا المطھرون۔ پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے قرآن شریف خدا کی روحانی کتاب ہے۔ اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے۔ جب تک یہ دونوں نمایاں انوار ایمانی ظاہر نہیں ہوتے۔ تب تک انسان خدا تک نہیں پہنچتا۔ فتدبروا وتفکروا۔

۳۔ اسکا جواب جواب دوم میں آگیا ہے ؛

۴۔ اول قرآن شریف مجدد کی ضرورت بتلاتا ہے۔ جیسے میں نے ابھی بیان کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا۔ وقال اللہ تعالیٰ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور ایسا ہی حدیث نبوی بھی مجدد کی ضرورت بتلاتی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابوداؤد اور اجماع امت وجماعت بھی اس پر ہے۔ کیونکہ کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگرداں ہو سکتا ہے۔ اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہے۔ کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے۔ اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے۔ مگر مجدد شریعت موسوی تھے۔ اور یہ امت خیر الامم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشہ خاطر عاطر سے فراموش کردے۔ اور باوجود صدہا خرابیوں کے جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہوگئی ہیں اور اسلام پر بیرونی حملے ہو رہے ہیں۔ نظر اٹھا کر دیکھئے۔ جو کچھ آج کل اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے۔ کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں پرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے۔ ٹھیک ٹھیک روبخدا کتنے ہیں۔ کہاں ہیں اور کدھر ہیں ؛

ہر ایک صدی میں کوئی نامی مجدد پیدا ہونا ضروری نہیں۔ نامی گرامی مجدد صرف اسی صدی کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس پر سخت ضلالت پھیلتی ہے۔ جیسے آج کل ہے ؛

۵۔ پانچواں سوال میں آپ کا سمجھا نہیں۔ مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا ؛

۶۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں آپ ہی فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ میرے بعد آنیوالے ہیں۔ جن پر حضرت احدیث کی خاص خاص عنایات ہیں۔ میں ان سے افضل نہیں ہوں۔ اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے۔ نہ فخر کے طریق پر۔ بلکہ واقعی طور پر شکر انعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی ہے۔ کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں۔ اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔ سو یہ عاجز مجدد صاحب کا پیرو نہیں ہے۔ بلکہ براہ راست اپنے نبی کریم صلعم کا پیرو ہے۔ اور جیسا سمجھایا گیا ہے۔ بدلی یقین سمجھتا ہے۔ کہ ان سے اور ایسا ہی اُن بہتوں سے کہ جو گذر چکے ہیں۔ افضل ہے۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

۷۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے مجھ کو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ اور نیز دوسرے ایسے لفظوں سے جن کے سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی۔ اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر انی فضلتک علی العلمین قل ارسلت الیکم جمیعاً۔ یہ بات بخوبی کھولدی ہے۔ کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی تمام زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ پس سوال ہفتم کے جواب میں اسی قدر کافی ہے ؛

۸۔ اس ناکارہ کے والد مرحوم کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ وہی ہیں۔ جو حکیم حاذق تھے۔ اور دنیوی وضع پر اس ملک کے گرد ونواح میں مشہور بھی تھے۔ والسلام علے من اتبع الھدیٰ

۳۰۔ دسمبر ۱۸۸۳ء

الحکم کے خالص محبین توجہ فرماویں؟

اخبار الحکم کا یہ تیسرا نمبر شائع ہوتا ہے میری غیر حاضری میں اس کے نظام اشاعت میں جو ستم واقعہ ہوا اس کے لئے میں اپنی کم توجہی کے باعث عذر تقصیر کرتا ہوں۔ مگر در اصل الحکم کے بورڈ آف ٹرسٹیز کی مزید توجہ بکار تھی۔ بہرحال الحکم آج تک اپنے ایک خالص محبین کے گروہ پر فخر کرتا آیا ہے۔ جنہوں نے الحکم کی کمزوریوں پر کبھی نظر نہیں کی۔ بلکہ وہ اسکی کسی معمولی سی خوبی کے بھی شیدائی رہے ہیں۔ پرسچ پوچھو تو ایسے ہی دوستوں نے الحکم کو اپنی بے لاگ اور سچی رائے کے اظہار کے قابل بنائے رکھا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اسے ایسے دوست میسر آئے۔ گذشتہ سال بہت تھوڑے لوگوں سے قیمت وصول کی جا سکی۔ اور اب ان کے نام وی۔ پی جاری ہو رہے ہیں۔ امید ہے وہ اپنا گذشتہ بقایا ادا کرنا نہ صرف اس لئے ضروری سمجھیں گے۔ کہ انکا فرض ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ان کی ایسی مدد الحکم کے اجراء وبقا کا موجب ہو سکتی ہے۔ دوسرے احباب کے نام سال رواں کے لئے وی۔ پی جاری ہوتے ہیں۔ انہیں کسی تاکید یا تحریص کی مجھے حاجت نہیں۔ وہ ہمیشہ الحکم کے وی۔ پی وصول کرتے اور اس کی اعانت اپنا فرض سمجھتے ہیں ؛

منکرین خلافت کا حملہ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات پر

منکرین خلافت نے سب سے پہلے لاہور میں صدر انجمن احمدیہ کے بالمقابل مسجد ضرار کے رنگ میں ایک انجمن قایم کی۔ اور خلافت کے مقابلہ میں ایک چھوڑ تین خلافتیں تجویز کیں۔ پھر مقبرہ بہشتی کے مقابلہ میں ایک مقبرہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ مدرسہ احمدیہ اور جماعت مبلغین کے بالمقابل اشاعت اسلام کالج کے نام سے چند لڑکوں کو لیکر بنام نہاد کالج کھولا۔

اور سالانہ جلسہ کا مقابلہ سالانہ جلسہ سے کیا۔ اور اب آخری حملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات پر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور بظاہر تجویز ایسی خوشنما صورت میں پیش کی ہے کہ لوگ اس کو خدمت دین اور اشاعت سلسلہ سمجھیں۔

لیکن اس کی تہ میں سلسلہ کی اہمیت اور اغراض کو مٹا دینا ہے۔ یہ بدظنی نہیں۔ بلکہ میرے اس خیال کی موید منکرین خلافت کی شائع کردہ الوصیت ہے۔ جس پر رئیس المنکرین نے حاشیہ لکھ کر اس کو مسخ کر دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشار میں گستاخانہ دخل دیا ہے۔

ایک زمانہ تھا۔ جبکہ حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پیغام بدلگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ تو شیخ رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے ان کی سخت مخالفت کی اور نہائت شوخی اور بیباکی سے اس تحریک پر حملہ کیا۔ اور آج تصنیفات احمدیہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔

کیا آج ان کتابوں کی بابت ان کی رائے تبدیل ہو چکی ہے؟

نہیں ہرگز نہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور تصنیفات کی اشاعت کا شوق اور جوش نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کتابوں پر اپنے خیال کے موافق حاشیہ لکھ کر انہیں خراب کرنا چاہتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کتب خانہ کو تباہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت یہ سلسلہ قایم کیا تھا۔ اور اس سلسلہ کی جن پانچ شاخوں کا ذکر آپ نے فتح اسلام میں کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ شاخ ہے۔

پس ان کی غرض اس شاخ کو کاٹنا ہے۔ نہ اس کی سرپرستی آج تک تو ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو کبھی خرید ابھی نہیں۔ بہت ہی کم کتابیں ان منکرین کے ذاتی کتب خانوں میں ہوں گی۔ اور یقیناً ان میں سے بہت ہی کم نے التزاماً پڑھا ہوگا۔ ان کتابوں کے ساتھ انہیں قطعاً محبت نہیں۔ اس لئے احمدی جماعت نے جسطرح پر اب تک ان منکرین کو اپنی تجویزوں میں نامراد رکھا ہے۔ اس تحریک کا جواب عملی رنگ میں مایوس کن دیگی۔

مجھے یاد ہے۔ کہ لاہور کے ایک بڑے کارخانہ نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ سلسلہ کے ساتھ اسے ہمیشہ سے عداوت ہے اس لئے حضرت اقدس نے پسند نہ کیا۔ کہ اس قسم کے لوگ تجارتی رنگ میں آپ کی تصانیف کو شائع کریں۔ تو اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصانیف کی امانت اپنی جماعت کے سپرد کر گئے ہیں۔ اور کبھی حضرت نے اتنا بھی پسند نہ فرمایا۔ کہ اسے صدر انجمن کے بھی حوالہ کر دیں۔ بلکہ اسی انتظام کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ تو کیا جماعت اب گوارا کریگی۔ کہ ان کتابوں کی تحریف کے لئے وہ لوگ کوشش کریں۔ جو سلسلہ کی خصوصیات کو مٹانے کے لئے رات دن کوشش کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود ؑ نے تالیفات اور تصنیفات کے سلسلہ کو اپنے ہاتھ میں اس لئے رکھا تھا۔ کہ دوسرے لوگوں کی غرض تجارتی ہو سکتی ہے۔ اور بہت سے لوگ کتابیں مفت حاصل کیا کرتے تھے۔ وہی سلسلہ اب تک جاری ہے۔ بہت تھوڑے لوگ قیمتاً خریدا کرتے تھے۔ اس امر کا اظہار حضرت اقدس ؑ نے بارہا فرمایا۔ مگر یہ گستاخ لوگ حضرت مسیح موعود ؑ پر اب حملہ کرتے ہیں۔ اور آپ کے اس سلسلہ کو نعوذ باللہ تجارتی اور روپیہ کے کمانے کا ذریعہ قرار دینا چاہتے ہیں۔ جبکہ وہ ان کتابوں کی قیمت کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ ان احمقوں کی نظر چند سکوں سے آگے نہیں جاتی۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کو بھی اپنے ہی پیمانہ سے ناپتے ہیں۔ کتابوں کی قیمت پر سلسلہ کے سخت معاندین نے بھی اعتراض کئے تھے۔ اور کاغذ اور سیاہی کے حساب لگا کر کہا تھا۔ کہ براہین کی اسقدر قیمت کیوں رکھی؟ اور بعض نے کتب فروش کہا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ جس پاک غرض اور منشاء کو لیکر آپ نے یہ سلسلہ جاری کیا تھا۔ وہ کسی دوسرے قلب کو میسر نہیں آسکتا تھا۔ جب تک کہ وہ وہی دل اور روح نہ رکھتا ہو۔

ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود ؑ کی تالیفات اور تصنیفات کی اشاعت کا جوش اور شوق رکھتا ہے لیکن وہ ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ ان کتابوں میں تحریف اور تبدیل ہو۔ پس یاد رکھو۔ لاہوری مسجد ضرار کے سکرٹری نے جو اعلان کیا ہے۔ وہ ایک خطرناک حملہ ہے۔ حضرت مسیح موعود ؑ کی تصنیفات کو بگاڑنے کے لئے۔ اس لئے جماعت کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنے عملی جواب سے بتا دینا چاہیئے۔ کہ وہ اس تجویز میں کیونکر نامراد رہ سکتے ہیں۔ یہ ایک خطرہ ہے۔ جو آنے والا ہے۔ اور میں نے وقت پر جماعت کو آگاہ کر دینا ضروری سمجھا ہے۔ احمدی جماعت لاہوری سبز باغ پہلے سے دیکھ چکی ہے۔ اور وہ خدا کے فضل سے اب ان بھول بھلیاں میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اس تجویز کا حشر انشاء اللہ جلد ظاہر ہو جاویگا۔

خواجہ صاحب کی خودکشی یا اخلاقی موت

(نمبر ۲ دوم)

مَیں نے پچھلے نمبر میں واقعات کی بناء پر دکھایا ہے۔ کہ کسطرح خواجہ صاحب نے خلاف بیانی کی ہے۔ اور شریف اور حسن ظن رکھنے والی قوم کو گمراہ کرنا چاہا۔ اور کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوزیشن کو گرانے کی ناکام کوشش کی۔ حقیقت میں خواجہ صاحب ایسے انسان کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہ تھی۔ جو شخص خود اپنی زبان سے بعض شریف الطبع لوگوں کے سامنے اقرار کر چکا ہے۔ کہ

میں اسلام کے لئے جھوٹ بولتا رہا ہوں

اگر ایسی جرأت واقعات آفرینی میں کرے۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہماری جماعت کے لئے تو اتنا ہی طرز عمل غور کے لئے کافی ہے۔ اور اقرار ہی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے بس ہے۔ کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں اسلام کے لئے جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ اس کی کسی دوسری بات کا جو اسلام یا سلسلے کے متعلق وہ کہے کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

میں قوم کے ان افراد اور صرف ان افراد کی خدمت میں جو سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں ان لوگوں سے تعلق رکھنا چاہئے۔ یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ جس حال میں خواجہ صاحب کی پوزیشن اتنی گری ہوئی ہے۔ کیا وہ اس قابل ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم ان پر یہ اعتماد کریں۔ کہ وہ صحیح اور حقیقی اسلام پھیلا سکیں۔

اس بحث کو چھوڑ کر ہمیں سردست خواجہ صاحب کے دعووں کی پڑتال کرنی چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس تقریر میں اپنی خصوصیت کے اظہار کی بڑی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ یہ بھی لکھا۔ کہ میں ان کا ایسے نازک سے نازک معاملات میں مشیر تھا جس کی اطلاع میرے

سوا کسی کو نہیں۔ خود اپنے خاندان کے قریباً بعض ممبروں کے آئندہ معاملات اور اپنی زندگی کے بعد کے معاملات کے متعلق انہوں نے مجھ سے مشورے کئے۔ اور میری عرض داشتوں پر عمل کیا۔"

احمدی جماعت اس خام خیالی کا اچھی طرح اندازہ کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت میں یہ بات ثابت نہیں۔ کہ وہ مخفی مشورے کرتے ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ سے بارہا احباب نے سنا ہوگا۔ اور ہر شخص نے قریباً دیکھا ہوگا۔ لیکن میں اس پہلو کو اسوقت چھوڑ کر یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ جو شخص اسقدر قرب اور تعلق کا مدعی ہو۔ ضرورت ہے کہ وہ سلسلے کے کم ازکم موٹے موٹے واقعات سے تو واقف اور خبردار ہو۔ لیکن جو شخص سلسلہ کی تاریخ میں غلط واقعات بیان کر سکتا ہے۔ یا کم ازکم یہ کہ اس کے موٹے موٹے واقعات بھی محفوظ نہیں۔ تو ہم کیونکر قیاس کریں کہ اس کی روائیت قابل اعتماد ہے۔

خواجہ صاحب کی جدید تاریخ سلسلہ

ناظرین کی آگاہی کے لئے اب میں خواجہ صاحب کی اس جدید تاریخ سلسلہ کے بعض واقعات پیش کرتا ہوں۔ تاکہ انہیں یہ اندازہ کرنے میں سہولت ہو۔ کہ یہ جدید تاریخ سلسلہ کس طرح پر بنائی جا رہی ہے۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح موعود کا دعویٰ کب کیا۔ خواجہ صاحب جیسے آدمی کو تو ضرور یاد ہوگا۔ مگر وہ باوجود اپنی اس واقفیت اور رازداری کے جسکا ادعا انہوں نے کیا ہے اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔ صفحہ ۱۷

"آپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۰ء میں کیا"۔

یہاں کاتب کی غلطی کا احتمال نہیں۔ رئیس المنکرین نے ۱۹۰۶ء میں جو آرٹیکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات پر شائع کیا اس میں لکھا۔

"یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ۱۸۹۱ء یعنی دعویٰ مسیحیت کا سال حضرت مرزا صاحب کی زندگی کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہے"۔

اب ان دونوں واقعات کو ملا کر نتیجہ صاف ہے۔ کہ دونوں میں سے ایک نے غلطی کا اظہار کیا ہے۔ اور وہ یقیناً خواجہ صاحب ہیں۔ انہیں اب تک باوجود مشیر و رازدار ہونے کے یہ معلوم نہیں کہ یہ دعویٰ کب ہوا۔

ممکن ہے بعض احباب یہ خیال کریں۔ کہ دور کی بات ہے اور اس زمانہ کی ہے۔ جبکہ خواجہ صاحب سلسلہ میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اس لئے کچھ ضروری نہیں۔ کہ وہ ان تاریخوں کو یاد رکھیں۔ بہت خوب میں انہیں بہت قریب کی بات یاد دلاتا ہوں۔ اور وہ جو ان کے گھر میں یا گھر کے قریب یا انہیں کے الفاظ میں ان کے ہاتھوں واقعہ ہوئی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا واقعہ معمولی واقعہ نہیں۔ عظیم الشان انقلاب سلسلہ میں ہوا۔ اور دنیا میں ایک شور مچ گیا۔ یہ واقعہ تو خواجہ صاحب کو خوب معلوم ہونا چاہئے۔ اب خواہ اسے حافظہ کی کمزوری کہو یا کچھ۔ اصول محدثین کے طریق پر ایسے شخص کی روائت سند نہیں ہو سکتی۔ اور قانونی رنگ میں خواجہ صاحب بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ انکی شہادت کو کیا رتبہ دیا جا سکتا ہے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

"۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود یہاں سے رخصت ہوتے ہیں ۱۹۰۷ء کے بعد ہی انجمن اور خلیفہ کے متعلق چند سوالات تجویز ہوتے ہیں"۔ صفحہ ۵۹۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ "دیکھو یہ واقعہ فروری ۱۹۰۸ء کا ہے۔ ..... اچھا یہ واقعہ تو ۱۹۰۹ء کا ہے۔ نام کوئی ایسی مخالفت کا جو میں نے حضرت حکیم صاحب کی فروری ۱۹۰۸ء سے پہلے کی ہو"

پھر صفحہ ۵۸ پر اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں "اگر یہ کہا جاوے۔ کہ حکیم صاحب کے وقت میں یہ امر طے شدہ تھا۔ تو پھر یہ ۱۹۰۹ء کی شورش کیا تھی۔ چلو مکرم نواب صاحب حلفیہ بیان کریں کہ ۱۹۰۹ء سے قادیان میں حضرت حکیم صاحب سے تنازعہ خلیفہ کے اختیارات کا نہیں رہا"۔ پھر صفحہ ۵۷ پر بھی ۱۹۰۸ء کی شورش کا ذکر کیا ہے پھر صفحہ ۶۰ پر بھی یہی بحث ہے۔ اور صفحہ ۵۶ اور ۶۲ پر بھی۔ اب ناظرین خدا کیلئے سوچیں کہ خواجہ صاحب جبکہ حضرت مسیح موعود کی وفات اور خلافت کے متعلق واقعات کی صحیح تاریخ جو معرکۃ الآراء تاریخیں ہیں غلط بیان کر رہے ہیں۔ تو ہم ان تاریخوں کے متعلق واقعات کو کیونکر صحیح تسلیم کریں۔

میرا یہ نتیجہ غلط نہیں۔ میں انہیں تاریخوں کے واقعات بتا کر اب ظاہر کر دیتا ہوں۔ کہ کسقدر غلط بیانی ہے۔ خواجہ صاحب نے ان صفحات پر اپنی تجدید بیعت کا ایک ڈیفنس پیش کیا ہے۔ اور کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھ سے بیعت ارشاد لی تھی۔ اور یہی ارشاد میاں صاحب اور نواب صاحب سے لیا تھا۔ حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ

یہ واقعہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے

نہ تو خواجہ صاحب سے بیعت ارشاد لی۔ اور نہ نواب صاحب اور حضرت میاں صاحب سے۔ پھر خواجہ صاحب نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس شورش کے وقت دو گروہ تھے۔ ان میں سے ایک طرف حضرت میاں صاحب اور نواب صاحب تھے۔ اور دوسری طرف میں اور حضرت مولوی محمد علی صاحب اور دیگر احباب"۔

خواجہ صاحب نے اسی مقام پر تو حضرت صاحبزادہ صاحب اور نواب صاحب پر افتراء کرنیمیں بڑی دلیری سے کام لیا ہے۔ نہ نواب صاحب یا حضرت میاں صاحب اس شورش میں (جسکی غلط تاریخ خواجہ صاحب ۱۹۰۹ء میں بتا رہے ہیں) لیڈر تھے۔ نہ کسی ایکطرف بلکہ انکو ان معاملات کا علم بھی اسدن سے پہلے نہ تھا۔ جبکہ سوالات حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس جا چکے اور انہوں نے جوابات کے لئے بعض احباب کے سپرد کرلئے۔ خواجہ صاحب نے یہاں آکر سخت لغزش کھائی ہے۔ اور تقویٰ کے طریق کو چھوڑ کر قوم کو گمراہ کرنیمیں جرأت کی ہے۔ یہ تیسرا ثبوت ان کی خودکشی یا اخلاقی موت کا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص خواجہ صاحب کی روائیت پر اعتبار کرے۔ تو وہ غلطی کھائیگا۔

میں دوسرے واقعات اور دلائل سے اس کو افتراء ثابت کر سکتا ہوں۔ اور وہ لوگ جو اس جلسہ میں موجود تھے۔ جو مسجد مبارک کی چھت پر ہوا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر کی۔ اور جہاں بیعت ہوئی۔ اس کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور ان واقعات کو خواجہ صاحب کی زبان قلم سے سنکر ہنستے اور تھوکتے ہیں۔ مگر میں ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہوں۔ جسکا انکار خواجہ بھی نہیں کر سکیگا۔ اور اگر انکار کرے تب یا تو وہ اخلاقی موت مرتا ہے یا اپنے امیر المنکرین کو لے مریگا۔

اسی واقعہ کو امیر المنکرین مولوی محمد علی صاحب نے اپنے لاہوری لیکچر میں بیان کیا ہے۔ اور اس کی زبان سے سنو وہ کیا کہتا ہے خواجہ صاحب تو تجدید بیعت سے منکر اور رئیس المنکرین دوبارہ بیعت کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اس میں جو لوگ لیڈر تھے۔ ان کا اقرار اور اظہار بھی اس نے کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"پھر ہم سے سوال ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے دوبارہ ہم سے بیعت کیوں لی؟ دوبارہ بیعت کسی شخص کے اعتقاد کی غلطی کا ثبوت نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوبارہ بیعت لی۔ وہ کیوں لی؟ حالانکہ جس بات پر بیعت لی تھی۔ اس عہد پر سب صحابہ پہلے سے قائم تھے۔ بلکہ عملاً اس پر قائم ہونیکا ثبوت دے چکے تھے۔ اگر دوبارہ بیعت کے لئے قابل الزام ہیں۔ تو ہمیں بھی دیدو۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وحی پاتے تھے۔ مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت مولوی صاحب نے کیوں دوبارہ تین شخصوں سے بیعت لی۔ اس کا علم خود انہی کو ہوگا۔ اگر کبھی انہوں نے کہا ہے۔ کہ میں ان کے عقائد کیوجہ سے دوبارہ بیعت لیتا ہوں۔ تو وہ خلیفہ شہادت دے۔ ہم نے کیوں کی اسلئے کہ اطاعت فی المعروف کا ہم ان سے پہلے ہی عہد کر چکے تھے۔ ہاں جناب محمد علی اور خواجہ صاحب سے دوبارہ بیعت لی شیخ یعقوب علی سے بھی دوبارہ بیعت لی حالانکہ انکے عقیدے کی رو سے انجمن خلیفہ کے ماتحت تھی"۔

ہم دونوں کو ایک گروہ کا لیڈر سمجھا - اور شیخ یعقوب علی کو دوسرے گروہ کا نمائندہ - پیغام ۱۴ - جنوری صفحہ ۳ "

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے - کہ نہ خواجہ صاحب سے بیعت ارشاد لی نہ نواب صاحب اور میاں صاحب سے - ہاں خواجہ صاحب محمد علی اور یعقوب علی تین آدمیوں سے دوبارہ بیعت لی - مولوی محمد علی وجوہ تجدید بیعت بیان کرنے سے قاصر ہے - گروہ اعتراف کرتا ہے - کہ دوبارہ بیعت لی گئی - اور خواجہ صاحب کے بیان سے یہ بیان سراسر معارض واقعہ ہوا ہے - اب بہتر ہے خواجہ صاحب اور رئیس المنکرین باہم فیصلہ کرلیں - کہ دونوں میں اس واقعہ کے متعلق سچا کون ہے ؟ خواجہ صاحب کے لئے یہ فیصلہ فی الحقیقت اخلاقی موت ہوگا -

میں بحیثیت ایڈیٹر الحکم یہ ظاہر کردیتا ہوں - کہ اظہار واقعہ کی نوعیت میں مولوی محمد علی صاحب نے صحیح واقعہ بیان کیا ہے اور خواجہ صاحب نے ایک واقعہ بیان کیا ہے - جبکا اس مجلس میں کوئی وقوع نہیں ہوا - پس میں ناظرین سے درخواست کرتا ہوں - کہ وہ سوچیں اور پھر سوچیں کہ کیا

اب بھی خواجہ صاحب کی اخلاقی موت میں شبہ کیا جا سکتا ہے ؟

اگر اس پر بھی کسی شخص کو شبہ ہو - تو وہ تیسرے نمبر میں اس کی **خودکشی یا اخلاقی موت کے اور ثبوت ملاحظہ کرے** *

(باقی تیسرے نمبر میں)

دارالامان کا ہفتہ

اہل بیت رسالت حضرت ام المومنین علیہا السلام اور صاحبزادگان عالی تبار الحمد للہ بخیریت ہیں - مگر اہلیہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت ناساز ہے -

۱ - اللہ تعالیٰ ہر قسم کے آفات سے اس خاندان کو محفوظ رکھے - احباب اپنے مخدوم زادہ کی اہلیہ کی شفا کے لئے دعا کرتے رہیں

۲ - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آنریری طور پر مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں طلباء کی تعلیم و تربیت نگرانی اور انتظام کے لئے اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ دیکر قوم میں ایثار اور اخلاص کی ایک روح پیدا کر رہے ہیں -

۳ - بنت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں بھی ہر طرح سے صحت و عافیت ہے -

اہل بیت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے اہل بیت اور خاندان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت ہے - حضرت صاحبزادہ عبدالحی صاحب اپنی تعلیم اور اپنے عزیز بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ خدمت دین اور تحصیل علوم دینیہ میں مصروف ہیں - اور حضرت خلیفۃ المسیح کے وصال کے بعد جو روحانی ترقی انہوں نے کی ہے - وہ فی الحقیقت قابل رشک اور قوم کے لئے ایک خوشگوار امید ہے - اللّٰھم زد فزد -

صدر انجمن ۱ - عہدہ داران کے جدید انتخاب میں حضرت نواب صاحب قبلہ سکرٹری منتخب ہوئے ہیں - جو اپنی وجاہت اور خداداد سیادت کے ساتھ صدر انجمن جیسی بوڈی کی سکرٹری شپ کے لئے خصوصاً موزون ہیں - جس محنت اور مستعدی کے ساتھ وہ اس خدمت کو سرانجام دے رہے ہیں - اللہ تعالیٰ ہی ان کی جزا ہو - خدا کے فضل سے امید ہے - کہ نواب صاحب انجمن کے نظام اور عملی ڈپارٹمنٹ کو مفید اور کارآمد بنانے میں کامیاب ہوں گے -

۲ - تعمیرات کے سلسلہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہال کا کام قریب الختم ہے اور بہت سرعت کے ساتھ اس تکمیل کی طرف توجہ ہے - عنقریب مدرسہ تعلیم الاسلام میں ڈرائنگ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہونیوالا ہے -

۳ - انجمن کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے حضرت ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب متوجہ ہیں - اور بیرونی انجمنوں کو اپنی تحریکوں سے سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ و مطلع کرتے رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں - سالانہ جلسہ پر جو پچاس ہزار روپیہ قوم کے نمائندوں اور وکلا نے ادا کرنا اپنے ذمہ لیا ہے - اس کے لئے موجود الوقت ضرورتوں کے لحاظ سے یہ امید کرنا جائز ہے - کہ بہت جلد تمام انجمنیں کم از کم بارہ ہزار روپیہ فوراً بھیجدینگی - اور ہر سہ ماہی پر اسیقدر رقم مہیا کرتی رہینگی - وہ یہاں سے باضابطہ تحریکوں اور یاددہانیوں کے منتظر نہ رہیں - گو تحریکیں ہوتی رہینگی -

ترقی اسلام حضرت صاحبزادہ فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت کی قابل قدر یادگار ترقی اسلام کا کام دن بدن بڑھ رہا ہے - تعلیمی صیغہ اور سلسلہ میں متعدد مدرسے کھل چکے ہیں

۱ - اور دو تین مقام پر عنقریب اور کھل جاویں گے - انشاء اللہ العزیز

۲ - واعظین اپنا اپنا کام کر رہے ہیں - بہت جلد حیدر آبادی وفد پھر جانیکو ہے -

تحفۃ الملوک کا اثر تسلی بخش ہوا ہے - اور وہاں کے امراء عمائد سلسلہ کے متعلق دلچسپی لے رہے ہیں *

نواب فریدون جنگ بالقابہ پرائم منسٹر نے سلسلہ کے دونوں وفود جو یکے بعد دیگرے گئے - نہایت وسعت اخلاق اور عالی حوصلگی سے ریسیو کیا - اور اپنے فرائض منصبی کے لحاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے خطوط کو اعلیٰ حضرت کے حضور پیش کرکے ساری جماعت کو شکرگذاری کا موقعہ دیا - ہم خدا کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیاں دور ہونے کا وقت آگیا ہے

۳ - مبلغین کا کالج کھل گیا ہے - اور طلباء کالج کے لئے باضابطہ بورڈنگ ہوس کا انتظام بھی ہوگیا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک سال کے اندر ایک خاص جماعت واعظین اور مبلغین کی طیار کرنے کا انتظام فرمایا ہے - اور اس جدید انتظام سے ہمارے بیرونی احباب بھی تبلیغ کے کام سے جو مذاق اور دلچسپی رکھتے ہوں - بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں - یہ جدید انتظام ہفتہ وار لیکچروں کا ہے جو ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء سے شروع ہوں گے - چنانچہ پہلی سہ ماہی کا پروگرام دوسری جگہ درج ہے یہ لیکچر نہایت قابلیت اور محنت سے طیار کئے جاویں گے - گویا یہ سمجھ لینا چاہئے - کہ ایک سال کے اندر متعدد مکمل تصانیف ان مضامین پر ہو جاویں گی *

مبلغین کالج کے لئے لیکچروں کا سلسلہ

مبلغین کالج کی جسمیں حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر اندر مبلغین تیار کئے جاویں گے - باقاعدہ پڑھائی شروع ہوچکی ہے اور ان کے لئے لیکچروں کا بھی انتظام کیا گیا ہے - یعنی سلسلہ کے چیدہ چیدہ علماء کے مختلف مضامین پر لیکچر ہوں گے - سردست پہلی سہ ماہی کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام مقرر ہوا ہے - یکشنبہ کا دن لیکچر کا اس لئے مقرر ہوا ہے - تاکہ بیرونی احباب بھی اگر لیکچروں سے مستفید ہونا چاہیں - تو ہوسکیں - اس سہ ماہی کے گذرنے پر انشاء اللہ تعالیٰ دوسری سہ ماہی کا پروگرام شائع کیا جاویگا *

پروگرام سہ ماہی اول کا یہ ہے

تاریخ	دن	مضمون - لیکچرار
۲۴ - جنوری ۱۹۱۵ء	بروز یکشنبہ	ہستی باریتعالیٰ - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا میر محمد اسحٰق صاحب
۳۱ - "	"	ملائکہ - میر محمد اسحٰق صاحب
۷ - فروری ۱۹۱۵ء	"	کفر و اسلام - حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب
۱۴ "	"	دعا - مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲۱ "	"	فضیلت قرآن شریف - مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب
۲۸ "	"	سکھ ازم - ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور -
۷ مارچ ۱۹۱۵ء	"	ختم نبوت - میر محمد اسحٰق صاحب
۱۴ "	"	تقدیر - مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲۱ "	"	قدامت وید - ماسٹر محمد یوسف صاحب نور
۲۸ "	"	بدھ و جین مذاہب - ماسٹر عبد الرحیم صاحب

خاکسار - شیر علی - سکرٹری
ترقی اسلام

منکرین خلافت کے خیالات میں مد و جزر

اس عنوان کے نیچے وقتاً فوقتاً ان خیالات و
عقاید کا بالمقابل اظہار کیا جائیگا جو آج اور آج
سے پہلے انہوں نے ظاہر کئے تھے (ایڈیٹر)

رئیس منکرین کہاں سے کہاں پہونچا ؟-

رئیس المنکرین اور اسکے متبعین آج کوشش کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان تمام امتیازات کو جو اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ عطا فرمائے تھے بالکل مٹا دیں اور اسکا نام وہ اصلاح رکھتے ہیں۔ ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یا آپکے حقیقی متبعین نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ نبوت اور یہ رسالت بلا واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھی یا ہو سکتی ہے اور نہ کبھی اس سے پہلے مجازی یا ظلی کے الفاظ بولنے کی ہمیں یا رئیس المنکرین کو ضرورت پیش آئی۔ حضرت مسیح موعود پر نازل شدہ وحی اور آپ کی تحریروں میں جہاں کہیں یہ لفظ مستعمل ہوا ہے ہم نے اور ہر ایک احمدی نے اس سے یہی سمجھا ہے کہ اس نبوت و رسالت سے وہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے مسیح موعود کے لئے مخصوص کیگئی تھی لیکن جب آج ہم یہی الفاظ بولتے ہیں تو ہمپر افترا کیا جاتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوۃ کو ناقص ختم نبوۃ یقین کرتے ہیں اور نبوۃ محمدی سے اس کو غیر بتاتے ہیں۔

میں اس جگہ رئیس المنکرین کے اس مضمون کیطرف جسکا ذکر وہ اپنی لاہوری تقریروں میں کرتا ہے اشارہ کرتا ہوں اور قوم کے اہل فہم اور خدا ترس لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو شخص آج حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ذاتی عداوت اور شخصی بغض کی بنا پر قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ سنہ ۱۹۰۶ء میں کیا عقیدہ رکھتا تھا۔ اپنی تحریروں میں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق نبی اور رسول کے لفظ بولتا تھا۔ اور ان کے ساتھ کبھی غیر حقیقی اور ناقص کے الفاظ اس نے استعمال نہیں کئے۔ آج ہم پر غلو کا الزام لگاتا ہے۔ رئیس المنکرین سے ہمیں انصاف کی توقع نہیں۔ مگر اہل دل لوگ اس تغیر حال کے راز پر غور کر سکتے ہیں۔ رئیس المنکرین کا عقیدہ سنہ ۱۹۰۶ء میں

خدا کا مرسل اور نبی

سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض و بنا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلائے اور گناہ سے نجات پانیکی راہ بتلا دے۔ اس سلسلہ کا یہ دعوےٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے۔ اور اس دعوے کی تشریح یوں کیجاتی ہے کہ خدا تعالےٰ پر ایمان صرف منہ کی ایک بات ہے جبتک کہ دل اس صداقت کے یقین سے بھرا ہوا نہ ہو جسکا اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔

خدا تعالےٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بہت دلایل پیدا ہوتے ہیں مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہونچا سکتے ہیں کہ خدا ہونا چاہئے مگر اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اس کا حصول صرف اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں جنکا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ابتدا سے ہوتا رہا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالےٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقعہ ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گذشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں اور ان سے دلوں میں وہ زندہ اور قوی ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ جو گناہ سوز ایمان کہلا سکے یہی وجہ ہے کہ اخلاقی حالتیں اس درجہ تک گر گئی ہیں اور روحانیت سے لوگ بے بہرہ ہو گئے ہیں اسلئے اس وقت میں خدا تعالےٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا اور وہ وہی مرسل ہے جسکا اخیر زمانہ میں آنیکا ابتدا سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ جسنے وعدہ دیا تھا وہ اسبات کو جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک مرسل کی ضرورت ہوگی۔ پس اسی وعدہ اور ضرورت کے مطابق ایمان اور مذہب کو زندہ کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ نے ایک مامور کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ اسکی ہستی کا یقین وہ دلوں میں پیدا کرے اور ان کو خدا کی قدرت کے وہ نمونے دکھائے جو ان سے پہلے انبیاء کے وقتوں میں لوگوں نے دیکھے کیونکہ جبتک ایسا زندہ ایمان دلمیں پیدا نہ ہو گناہ کی غلامی سے انسان نجات نہیں پا سکتا۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کی تازہ بتازہ تجلیات کے مشاہدہ کے بغیر یقین کا پیدا ہونا ناممکن ہے اور تازہ نشان خدا کی قدرت کے بغیر وساطت مامور من اللہ اور نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے ایسا ہی ایک رسول جسکے ذریعہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے بانی سلسلہ احمدیہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں وہ حسب استعداد بتدریج طہارت اور پاکیزگی اور تعلق باللہ میں ترقی کرتے ہیں۔ ان معنوں میں یہ سلسلہ ہی ایک سلسلہ ہے جو دنیا میں مذہب کو زندہ کرنے والا ہے +

حوادث

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ایک نبی اور رسول کے رنگ میں بھیجے گئے تھے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ دنیا میں ایک نذیر (نبی) آیا۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کریگا۔ اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔"

اس وحی الٰہی کے بعد متواتر خدا تعالےٰ کی وحی نے ان زور آور حملوں کی تصریح بھی وقتاً فوقتاً کی اور خدا تعالےٰ کی قہری تجلیوں نے اہل عالم کو بیدار کرنا چاہا۔ بہتوں نے ان قہری نشانوں سے فایدہ نہ اُٹھایا۔ اور سعادتمند قلوب اس سے متاثر ہوئے۔

آخری ایام میں جب آپ کی وفات کے متعلق الہامات ہوئے تو حوادث کے متعلق بھی آپ کو علم دیا گیا وہ علم جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیا۔ اس کی صراحت آپ نے ان الفاظ میں فرمائی۔

حوادث کے بارے میں جو علم مجھے دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی۔ اور زلزلے آئیں گے۔ اور شدت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ بالا کر دینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔"

موت کا دامن کس قدر وسیع ہو گیا ہے۔ مجھے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں وہ خونخوار اور ہمہ گیر جنگ جو یورپ میں ہو رہی ہے۔ اس نے جو تباہی نسل آدم کی کی ہے وہ دنیا کی تاریخ میں خون کے حرفوں میں لکھی جائیگی۔ یہ خدا کا ایک قہری نشان ہے حوادث کے اس خداداد علم کا خلاصہ جو مسیح موعود کو دیا گیا تھا یہ ہے کہ۔

موت ہر طرف اپنا دامن پھیلائیگی

زلزلوں سے کبھی زمین حالت سکون میں نہیں رہی۔ تباہی بخش زلزلے دنیا کے مختلف حصوں میں اس ارشاد کی اشاعت کے بعد سے آ چکے ہیں۔ مگر جو زلزلہ کا تازہ دھکہ اٹلی میں لگا ہے اس نے پھر نشان کو تازہ کر دیا ہے۔

دھرم سالہ کا زلزلہ اسی سر زمین سے شروع ہوا تھا۔ جو بت پرستی کا گونہ مرکز تھی۔ یہ زلزلہ جب آیا۔ یہ اس ملک میں آیا ہے جہاں ابن آدم کو خدا تعالےٰ کے عرش پر بٹھایا گیا ہے بیٹے اٹلی میں۔ یہ خدا کی طرف سے سعید الفطرت لوگوں کیلئے عبرت بخش نشان ہیں۔ مبارک وہ جو ان سے سبق لیں۔ اور خدا کے قرب کی راہوں کو ڈھونڈیں۔ زلزلہ کے متعلق مختصر برقی خبریں حسب ذیل ہیں۔

۱۴ جنوری ۱۲ بجے ۴۰ منٹ بعد دوپہر اکوئلا سے نیپلز تک سخت زلزلہ آیا۔ بہت سے مقامات میں نصف درجن سے لیکر سو تک آدمی ہلاک اور اس سے زیادہ مجروح ہوئے۔ اویزانو کی تباہی سے سیرا اور دی ہمایتی معلوم ہوگئی ۵ بجے شام اویزانو بالکل برباد اور گرد و نواح کا علاقہ تو شہر ہوگیا صرف ۸۰۰ آدمی بچ سکے گئے ...